یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۷ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شایع ہوتا ہے

جلد ۹ — نمبر ۵

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

جمادی الثانی ۱۳۳۲ھ — مئی ۱۹۱۴ء

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے ۲ طلباء سے ۱ غیر ممالک سے ۳

قیمت فی پرچہ

تمام خط و کتابت بنام منیجر

باہتمام منیجر اللہ بخش پریس قادیان میں چھپکر چوہدری عبد السلام پبلشر کے حکم سے منیجر تشحیذ نے قادیان سے شایع کیا

کتابوں کی قیمت میں غیر معمولی رعائت

نام کتاب	خلاصہ مضمون	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود	حصہ دوم سے حصہ ہفتم تک	فیجلد ۱۰ر	فیجلد ۵ر
پرچہ بیان نظم پنجابی	مسیح موعود کی تائید میں	۰۲ر	۱ر
احسن القصص	سورہ یوسف مترجم اردو مع تفسیر مصنفہ اکمل	۰۲ر	۰۱ر
در ثمین فارسی	حضرت اقدس کی فارسی نظمیں	۶ر	۵ر
در ثمین اردو	〃 اردو نظمیں	۳ر	۲ر
مبادی الصرف	مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح	۲ر	۱ر
درس قرآن شریف کے نوٹ	حضرت خلیفۃ المسیح کے فرمودہ	۵ر	۴ر
ابطال الوہیت مسیح	مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح	۱ر	۰ر
ترجمۃ القرآن پ۲۴ پ۲۵ پ۲۶ ہر جلد	مؤلفہ شیخ یعقوب علی صاحب	۳ر	۲ر
تحفہ سالانہ	مختلف بزرگان قوم کی تقریریں	۶ر	۴ر
حقیقت نماز	نماز کے متعلق ضروری احکام	۶ر	۴ر
النصح	تائید سلسلہ	۲ر	۱ر
رد چکڑالوی	رد فرقہ چکڑالوی	۵ر	۰۲ر

نام کتاب	خلاصہ مضمون	اصلی قیمت
ادعیۃ الاحادیث	احادیث کی وہ دعائیں جو مختلف مقامات وحالات کے مناسب رسول کریم صلعم نے فرمائی ہیں	۱ر
صادقوں کی روشنی	حضرت مسیح موعود کی وفات پر جسقدر اعتراض ہیں انکا دندان شکن جواب	۲ر
البرق	رد شیعہ	۱ر
طبیب روحانی	بعض روحانی امراض کا علاج قرآن اور احادیث سے بچوں کے پڑھانیکے لئے	۱ر
مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی	تمام اعتراضات کا دندان شکن جواب سلطان محمد کے دستی رقعہ کا عکس جس میں اسنے اپنی عقیدت کا اظہار کیا	

"تیری ذریّت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی
خدا تیرے نام کو اُس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ
قائم رکھیگا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیگا۔ میں تجھے
اٹھاؤنگا اور اپنی طرف بلاؤں گا پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں
اٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلّت کی فکر میں لگے ہوئے
ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں
ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا
تجھے بکلی کامیاب کریگا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔ میں تیرے خالص
اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور اُن کے نفوس و اموال میں برکت
دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اُس دوسرے گروہ پر
تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے خدا
اُنہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کریگا اور وہ علی حسب الاخلاص
اپنا اپنا اجر پائیں گے۔"

الہام مسیح موعود مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

صفحہ ۴ کالم ۲

یہ رسالہ جس کا نام ہے

پسرِ موعود

اور دوسرا نام ہے

مصلح موعود

اللہ بخش پریس قادیاں میں چھپا

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

درثمین صفحہ ۲۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؐ صاحب خلیفہ ثانی ہی پسر موعود و مصلح موعود ہیں۔ خود حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعیین کردی ہے۔ اور تمام علامات و نشانات جو پسر موعود کے بارے میں ہیں وہ بھی حضرت صاحبزادہ صاحب ممدوح کو ہی پسر موعود ٹھہراتے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اوّل کا بھی یہی اعتقاد تھا۔ ثبوت کے لئے اس رسالہ کو اوّل سے آخر تک پڑھیں۔

جن اشتہارات وکتب میں پسر موعود کا ذکر ہے انہیں سے چھ قسم کا ذکر اس رسالہ میں ہے۔ اوّلؔ پسر موعود کی پیشگوئی۔ دوؔم پسر موعود کی علامات کا ذکر۔ سوؔم پسر موعود کے مرتبہ کا ذکر۔ چہارؔم پسر موعود کی میعاد۔ پنجؔم پسر موعود کے نام۔ ششم پسر موعود کی تعیین۔

اس رسالہ میں پورا✣ اشتہار یا پوری کتاب نقل نہیں کی جائے گی بلکہ جو

✣ جن اشتہارات میں پسر موعود کا ذکر آتا ہے ان میں سے ہر ایک اشتہار کی پوری اور سالم نقل انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب مجموعہ کی صورت میں طبع ہوکر شائع ہو جائیگی۔ اور کتب میں سے صرف ان مقامات کی نقل ہوگی۔ منظور محمد

حصہ پسر موعود کے متعلق مذکورہ بالا چھ باتوں کے بارہ میں ہوگا وہی لیا جائیگا وباللہ التوفیق۔

سب سے پہلے زبانی طور پر ۱۸۸۴ء کے شروع میں حضرت اقدس نے پسر موعود کی پیشگوئی کو شایع فرمایا۔ جیسا کہ اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے صفحہ اول کالم ۲ سطر ۲۰ سے ظاہر ہے۔ فرماتے ہیں۔" یہ پیشگوئی آج کی تاریخ سے دو برس پہلے کئی آریوں اور مسلمانوں و بعض مولویوں و حافظوں کو بھی بتلائی گئی تھی چنانچہ آریوں میں سے ایک شخص ملاوامل نام جو سخت مخالف اور نیز شرمپت ساکنانِ قصبۂ قادیاں ہیں۔"

پھر اسکے بعد اس بارہ میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والا اشتہار شایع فرمایا۔ پسر موعود کے متعلق یہ سب سے پہلی تحریر ہے۔ یہ اشتہار اخبار ریاض ہند امرتسر مطبوعہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء میں بطور ضمیمہ چھپا تھا۔ ذیل میں اس اشتہار کے اس حصہ کی نقل جو پسر موعود کے بارے میں ہے کی جاتی ہے۔ اور اس حصہ میں سے بھی وہ حصہ جو بشیر اول✠ کے متعلق ہے چھوڑ دیا گیا ہے اسکی جگہ نقاط ڈالدئے گئے ہیں۔ اور اس بات کا ثبوت✠✠ کہ جس لفظ سے جس لفظ تک عبارت چھوڑی گئی

✠ ایک لڑکا ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو بروز یکشنبہ پیدا ہؤا تھا اور ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو یکشنبہ ہی کے دن فوت ہو گیا تھا اسکا نام بشیر احمد تھا اُسی کو بشیر اول کہتے ہیں دیکھو اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء جو سبز اشتہار کے نام سے مشہور ہے اُسکا پہلا صفحہ پہلی دو سطریں۔ منظور محمد

✠✠ حضرت اقدس سبز اشتہار کے صفحہ ۷ حاشیہ سطر ۸ میں فرماتے ہیں۔" اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب

ہے وہ بشیر اول کے متعلق تھی حاشیہ صفحہ ہذا میں دیا گیا ہے۔ باقی حصہ صفحہ ۴ کے کالم اول سطر ۶ سے لیکر کالم ۲ سطر ۲۲ تک یہ ہے۔

"بالہام اللہ تعالےٰ و اعلامہ عزّوجلّ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جلّ شانہ و عزّ اسمہ) مجھکو اپنے الہام سے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو

ہوا اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے"۔ پھر اُسی سبز اشتہار کے صفحہ ۲۱ حاشیہ سطر ۲ میں ۲۰ فروری والے اشتہار کا حوالہ دیکر فرماتے ہیں۔

"بذریعہ الہام صاف طور پر کُھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کیساتھ فضل ہے کہ جو اُسکے آنے کے ساتھ آئے گا"

جس لفظ تک عبارت چھوڑی گئی ہے اسکا ثبوت دیا گیا اور جس لفظ سے عبارت چھوڑی گئی ہے اُس کا ثبوت یہ ہے۔

سبز اشتہار صفحہ ۲۰ حاشیہ سطر ۱۳ فرماتے ہیں۔" ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کی یہ عبارت کہ ایک خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے یہ مہمان درحقیقت اسی لڑکے کا نام رکھا گیا تھا اور یہ اسکی کم عمری اور جلد فوت ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے۔ جو چند روز رہکر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جاوے اور جو قائم مقام ہو اور دوسروں کو رخصت کرے اسکا نام مہمان نہیں ہو سکتا اور اشتہار مذکور کی یہ عبارت کہ وہ رجس سے (یعنی گناہ سے) بکلی پاک ہے یہ بھی اسکی صغرسنی کی وفات پر دلالت کرتی ہے .... یہ سب عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں"

جس قدر عبارتیں چھوڑی گئی ہیں یعنی وہ حصہ جو بشیر اول کے حق میں ہے اسکی

تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں
کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور
اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کردیا۔ سو قدرت اور
رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا
نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔
اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں
موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے
ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ
لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے
اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ
سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین
لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان
نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اسکے پاک
رسول محمد مصطفٰے کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی
نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ
ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے
ملیگا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہوگا...
...اُس✣ کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا

پسر موعود کی پیشگوئی

نقل یہ ہے۔ "خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور
بشیر بھی ہے۔ اُس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک
ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔" منظور محمد

✣ جس کی ضمیر بشیر اول کی طرف ہے دیکھو سبز اشتہار صفحہ ۲۱ - اور اگر اُس کی ضمیر خود پسر موعود کیطرف لی جائے تب بھی عبارت مسلسل ہے۔ منظور محمد

وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظھر الاول والاخر مظھر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھیگا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا وکان امراً مقضیاً"

علما متین اور مرتبہ علما متین اور مرتبہ

اِس کے بعد ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء والا اشتہار ہے۔ اس کے صفحہ ۲ کالم اول سطر ۶ سے کالم ۲ سطر ۷ تک یہ عبارت ہے۔ "یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جسکو خدائے کریم جلّشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے۔ کیونکہ مردہ کے زندہ

کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کرکے ایک روح واپس منگوایا جائے اور ایسا مردہ زندہ کرنا حضرت مسیحؑ اور بعض دیگر انبیا علیہم السلام کی نسبت بائبل میں لکھا گیا ہے جسکے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے۔ اور پھر باوصف ان سب عقلی و نقلی جرح دقدح کے یہ بھی منقول ہے کہ ایسا مُردہ صرف چند منٹ کے لئے زندہ رہتا تھا اور پھر دوبارہ اپنے عزیزوں کو دوہرے ماتم میں ڈال کر اس جہان سے رخصت ہو جاتا تھا جس کے دنیا میں آنے سے نہ دنیا کو کچھ فائدہ پہنچتا تھا نہ خود اُسکو آرام ملتا تھا اور نہ اُس کے عزیزوں کو کوئی سچی خوشی حاصل ہوتی تھی۔ سو اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی دعا سے بھی کوئی روح دنیا میں آئی تو درحقیقت اسکا آنا نہ آنا برابر تھا۔ اور بفرض محال اگر ایسی روح کئی سال جسم میں باقی بھی رہتی تب بھی ایک ناقص روح کسی رذیل یا دنیا پرست کی جو احدٌ من النّاس ہے دنیا کو کیا فائدہ پہنچا سکتی تھی۔ مگر اسجگہ بفضلہ تعالےٰ و احسانہ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کرکے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مردہ کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے مگر اُن روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔"

مترجم

مترجم

پھر اسی اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے صفحہ اول کالم اول سطر

۱۴ میں پسر موعود کے لئے نو برس کی میعاد مقرر کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں "ایسا لڑکا بموجب وعدۂ الٰہی ۹۔ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔"

پھر اسکے بعد ۸ر اپریل ۱۸۸۶ء والا اشتہار ہے۔ اُس میں صفحہ اول سطر اول سے سطر ۷ تک یہ عبارت ہے۔ "واضح ہو کہ اس خاکسار کے اشتہار ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء پر بعض صاحبوں نے جیسے منشی اِندرمن صاحب مراد آبادی نے یہ نکتہ چینی کی ہے کہ نو برس کی حد ✣ جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے۔ ایسی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ سو اول تو اسکے جواب میں یہ واضح ہو کہ جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دو چند ہوتی اسکی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ بلکہ صریح دلی انصاف ہر ایک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسی عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دعا کی قبولیت ہوکر ایسی خبر کا ملنا بیشک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے۔"

اس کے بعد اشتہار محک اخیار و اشرار ہے۔ اس میں اگرچہ تاریخ طبع نہیں لیکن اسکے اندر جو تاریخیں لکھی ہوئی ہیں ان کے پڑھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ اشتہار ۱۳ر جون ۱۸۸۶ء کے بعد اور بشیر اول کے پیدا ہونے سے پہلے جو لڑکی پیدا ہوئی تھی اسکی پیدائش سے

✣ نو برس کی میعاد ۲۲ر مارچ ۱۸۹۵ء کو ختم ہوتی ہے۔ منظور محمد

میعاد کا دوبارہ ذکر

چند روز بعد کا ہے اس کے صفحہ ۲ کالم اول سطر ۲۱ سے کالم ۲ سطر ۲ تک کی عبارت یہ ہے۔ "اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں صاف صاف تولد فرزند موصوف کے لئے نو برس کی میعاد لکھی گئی ہے۔"

میعاد کا سہ بارہ ذکر

پھر اسی اشتہار کے صفحہ ۳ کالم ۲ سطر ۱۵ میں لکھا ہے۔ "اب تولد فرزند موصوف کی بشارت غیب محض ہے نہ کوئی حمل موجود ہے تا ارسطو کے ورکس یا جالینوس کے قواعد حمل دانی بالمعارضہ پیش ہو سکیں اور نہ اب کوئی بچہ چھپا ہوا ہے تا وہ مدت کے بعد نکالا جائے بلکہ نو برس کے عرصہ تک تو خود اپنے زندہ رہنے کا ہی حال معلوم نہیں"

پسر موعود کا نام

اِس کے بعد ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء والا اشتہار ہے۔ اس کے تتمہ کے صفحہ ۲ سطر ۳ میں یہ عبارت ہے۔ "**ایک اور لڑکا** ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جسکا نام **محمود احمد** ہوگا اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔" آگے چل کر عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ اشتہار دس جولائی کی یہ عبارت پسر موعود کے لئے ہے۔

اِس کے بعد اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔ یاد رہے کہ یہ اشتہار **سبز اشتہار** کے نام سے مشہور ہے کیونکہ یہ سبز کاغذ پر چھپا ہوا ہے۔ اِس کے صفحہ ۷ حاشیہ سطر ۶ میں فرماتے ہیں۔ "اِس عاجز کی کسی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا اور بیان کیا کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہونگے دیکھو ✣ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا اور فوت بھی ہو گیا۔ اور **دوسرا لڑکا**

✣ پہلی پیشگوئی سے مطلب اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی ہے اس پیشگوئی

ایک اور نام

جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ **دوسرا بشیر** دیا جائیگا جس کا دوسرا نام **محمود** ہے۔ وہ اگرچہ ابتک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق ✠ **اپنی میعاد کے** اندر ضرور پیدا ہوگا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اُس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں نادان اُس کے الہامات پر ہنستا ہے اور احمق اُسکی پاک بشارتوں پر ٹھٹھا کرتا ہے کیونکہ آخری دن اسکی نظر سے پوشیدہ ہے اور انجامکار اس کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے۔"

یہاں سے معلوم ہوا کہ دوسرا بشیر جس کا دوسرا نام محمود ہے یہ وہی لڑکا ہے جس نے نو برس کی میعاد میں پیدا ہونا ہے اور جس نے نو برس کی میعاد میں پیدا ہونا ہے وہ پسرموعود ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ دوسرا بشیر جس کا دوسرا نام محمود ہے پسر موعود ہے اب اے ناظرین آئندہ جہاں کہیں حضرت اقدس کی تحریر میں یہ لکھا ہوا ملے کہ دوسرا بشیر پیدا ہو گیا یا یہ لکھا ہوا ملے کہ محمود پیدا ہو گیا تو اس سے یہ مطلب سمجھنا چاہئیے کہ پسر موعود پیدا ہو گیا۔ اس بات کو خوب یاد رکھیں آگے چلکر کام آئے گی۔

بقیہ حاشیہ

کی عبارت صفحہ ۴ کالم اول سطر ۲ میں یہ ہے۔ "تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤنگا اور برکت دونگا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہونگے۔" اور ایک لڑکا جو پیدا ہو کر فوت ہو گیا وہ بشیر اول تھا۔ منظور محمد

✠ یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ دوسرا لڑکا جسکو **دوسرا بشیر** کہا گیا اور جس کا دوسرا نام **محمود** بتلایا گیا پسر موعود ہی ہے کیونکہ پسر موعود ہی کے لئے نو برس کی میعاد مقرر کی گئی ہے۔ اور اسی عبارت میں جو یہ لکھا ہے کہ دوسرا لڑکا یہ دس جولائی والے اشتہار کی طرف حوالہ دیا ہے جہاں لکھا ہے ایک اور لڑکا اور چونکہ دوسرا لڑکا

پھر اسی سبز اشتہار کے صفحہ ۱۷ حاشیہ سطر ۴ میں لکھا ہے "دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالےٰ دوسرا بشیر بھیجے گا جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اُس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک **دوسرا بشیر** تمہیں دیا جائیگا جس کا نام **محمود** بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا یخلق اللّٰہ ما یشاء اور خدا تعالےٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری **۱۸۸۶ء** کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہُوا اور اس کے بعد کی عبارت **دوسرے بشیر** کی نسبت ہے۔"

اب یہاں سے پھر دوبارہ معلوم ہُوا کہ **دوسرا بشیر** جس کا نام **محمود** بھی ہے **پسر موعود** ہے کیونکہ اس تحریر میں بیس فروری والے اشتہار کا حوالہ دیا گیا ہے اور بیس فروری والا اشتہار پسر موعود کے بارے میں ہے۔ لہذا اب آئندہ جہاں کہیں یہ لکھا ہُوا ملے کہ محمود پیدا ہو گیا تو اُس سے یہی سمجھنا چاہیئے کہ پسر موعود پیدا ہو گیا۔ اس بات کو خوب یاد رکھیں۔ آگے چل کر آپ کئی جگہ دیکھ لیں گے کہ حضرت اقدس

نوٹ: پسر موعود ہے لہذا ثابت ہُوا کہ دس جولائی والا اشتہار بھی پسر موعود کے لئے ہے۔ اور آگے چل کر اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء سے بھی یہی ثابت ہو جائیگا۔ منظور محمد

نے صاف صاف لکھدیا ہے کہ محمود پیدا ہو گیا۔

پھر اسی سبز اشتہار کے صفحہ ۲۱ حاشیہ سطر ۳ میں ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اُس کے ساتھ فضل ہے کہ جو اُس کے آنے کے ساتھ آئیگا پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اسکا محمود اور تیسرا نام اسکا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اسکا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔ اور ضرور تھا کہ اُسکا آنا معرض التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اُس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔"

مصلح موعود

چند اور نام

پسر موعود کی ایک اور علامت

۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی جس کی کچھ عبارت یہاں حضرت اقدس نے نقل فرمائی ہے چونکہ پسر موعود کے بارے میں ہے لہذا مصلح موعود کا لفظ جو اس عبارت میں آیا ہے اس سے مراد پسر موعود ہی ہے (آئندہ یاد رہے کہ پسر موعود کا دوسرا لقب مصلح موعود بھی ہے)

پس اب سہ بارہ یہاں سبز اشتہار کے اس تیسرے حوالہ سے معلوم ہو گیا کہ محمود پسر موعود ہی کا نام ہے لہذا آئندہ جہاں کہیں یہ لکھا ہؤا پایا جائے کہ محمود پیدا ہو گیا تو اس سے یہی سمجھنا چاہئے کہ پسر موعود پیدا ہو گیا۔

ناظرین! ایک بات اور یاد رکھنے کے قابل ہے۔ وہ یہ کہ اوپر جو تین حوالے سبز اشتہار کے دیئے گئے ہیں ایک صفحہ ۷ کا ایک صفحہ ۱۷ کا۔ ایک صفحہ ۲۱ کا۔ تو ان تینوں حوالوں میں پسر موعود ہی کا ذکر ہے لہذا آئندہ جہاں کہیں سبز اشتہار کا حوالہ دیا جائے اور یہ لکھا ہوا پایا جائے کہ یہ لڑکا سبز اشتہار کے مطابق اور سبز اشتہار کی پیشگوئی اور وعدہ کے موافق پیدا ہوا تو اس لڑکے سے مراد پسر موعود ہی سمجھنا چاہیئے۔

ان دو✤ باتوں کو سمجھا کر کہ محمود کے پیدا ہونے سے کیا مراد ہے اور سبز اشتہار کے مطابق لڑکا پیدا ہونے سے کیا مراد ہے اب میں تعیین کا ذکر کرتا ہوں۔ ذیل میں تین قسم کی تعیین کا ذکر کیا جائیگا اوّل حضرت اقدس کی تعیین۔ دوّم علامات کے ذریعہ سے تعیین۔ سوّم حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کی تعیین۔

حضرت اقدس کی تعیین

سبز اشتہار کے بعد ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء والا اشتہار ہے۔ اس کے صفحہ ۳ کے حاشیہ میں سے سطر اول سے سطر ۷ تک کی نقل یہ ہے۔ (اس میں تعیین نہیں بلکہ تعیین اس سے آگے ہے)

"خدائے عزّ و جل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء و اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا

✤ ناظرین ان دو باتوں کو خوب یاد رکھیں ابھی عنقریب ان سے کام پڑیگا۔ منظور محمد

جس کا نام **محمود** بھی ہوگا اور اس عاجز کو مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹۔ جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر **بشیر** اور **محمود** بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا **مصلح موعود** اور **عمر پانے والا** ہے یا وہ کوئی اور ہے۔"

یہاں حضرت اقدس نے یہ نہیں فرمایا کہ محمود پیدا ہو گیا یا سبز اشتہار والا لڑکا پیدا ہو گیا بلکہ یہ فرمایا ہے کہ **ایک** لڑکا پیدا ہوا ہے اسکا نام ہم نے بطور تفاول محمود اور بشیر رکھا ہے کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دیجائے گی۔

اب کتاب سراج منیر مطبوعہ مئی ۱۸۹۷ء کی عبارت پر نظر ڈالو۔ اشتہار ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء سے آٹھ سال بعد صفحہ ۳۱ میں بعد انکشاف کامل اطلاع دیتے ہیں۔

"پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے **محمود** کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام **محمود** رکھا جائیگا اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے **سبز ورق** کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے چنانچہ **وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا** اور اب نویں سال میں ہے۔" حاشیہ "**سبز اشتہار** میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا یقینی

ہونے کا وعدہ تھا سو محمود پیدا ہوگیا"۔

ناظرین! یہ ہے اطلاع اور یہ ہے **تعیین**۔

سراج منیر کی عبارت کا اور ۱۲ر جنوری والے اشتہار کی عبارت کا مقابلہ کرو ۱۲ر جنوری والے اشتہار میں تو فرماتے ہیں کہ سبز اشتہار میں ایک لڑکے کا وعدہ تھا سو **ایک لڑکا** پیدا تو ہو گیا ہے مگر معلوم نہیں کہ یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن یہاں سراج منیر میں فرماتے ہیں کہ سبز اشتہار میں جس لڑکے کا وعدہ تھا اور جس کا نام محمود بتلایا گیا تھا **وہ لڑکا پیدا ہوا**۔ دیکھو دونوں عبارتوں میں کس قدر بین فرق ہے۔ ۱۲ر جنوری والے اشتہار میں تو علم نہیں پایا جاتا۔ لیکن یہاں سراج منیر میں کامل علم پایا جاتا ہے وہاں فرمایا **ایک لڑکا** یہاں فرمایا **وہ لڑکا**۔ لہذا معلوم ہوا کہ بعد کامل انکشاف کے سراج منیر میں یہ عبارت لکھی گئی۔

اور یہ تو ناظرین کو خوب معلوم ہے کہ سبز اشتہار میں جس لڑکے کا وعدہ تھا اور جس **محمود** کا ذکر تھا وہ پسر موعود ہی ہے پس یہاں سراج منیر میں اس طرح پر فرمانا کہ **محمود پیدا ہوگیا** یہ مطلب ہے کہ **پسر موعود پیدا ہوگیا** اور ساتھ ہی یہ جملہ جو فرمایا کہ **پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا** تو اس سے بھی یہی غرض ہے کہ یہ بتلایا جائے کہ یہ وہی لڑکا ہے جو مصلح موعود ہے کیونکہ پسر موعود اور مصلح موعود ہی کے لئے میعاد مقرر کی گئی تھی۔

اور یہ فرمانے سے کہ **اب وہ نویں سال میں ہے تعیین** فرما دی۔ اور اس عبارت کی پہلی سطر میں نام بھی لے دیا جیسا کہ

فرمایا کہ "پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے **محمود** کی پیدائش کی نسبت کی تھی"
غرض جیسا کہ ۱۲ر جنوری کے اشتہار میں وعدہ تھا کہ کامل انکشاف کے بعد
پھر اطلاع دی جائے گی آٹھ سال بعد سراج منیر
میں اطلاع دیدی۔

پھر تریاق القلوب مطبوعہ ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۴۲ سطر ۱۲ میں
دوبارہ فرماتے ہیں "**سبز رنگ** کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اُس
پیدا ہونے والے لڑکے کا نام **محمود** رکھا جائے گا اور یہ
اشتہار **محمود کے پیدا ہونے سے پہلے** لاکھوں انسانوں میں
شائع کیا گیا چنانچہ ابتک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ
سبز رنگ کے اشتہار پڑے ہوئے ہونگے اور ایسا ہی دہم جلائی
۱۸۸۸ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہونگے پھر جب کہ
اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی۔ اور
مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ
رہا جو اس سے بے خبر ہو تب **خدا تعالےٰ کے فضل** اور **رحم**
سے ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ر جمادی الاول ۱۳۰۶ھ
میں بروز شنبہ **محمود پیدا ہوا**۔ اور اُس کے پیدا ہونے کی میں نے اُس
اشتہار میں خبر دی ہے جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے۔"

ناظرین! یہ تکمیل تبلیغ کے عنوان والا اشتہار وہی ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء والا اشتہار
ہے۔ دیکھو اُس اشتہار کا نام لیکر کیسی صریح تعیین فرمائی۔ اور مندرجہ بالا عبارت
میں کیسا صاف فرمایا کہ پیدا ہونے والا لڑکا (یعنے پسر موعود) جس کا نام اُس کے
پیدا ہونے سے پہلے سبز اشتہار میں **محمود** رکھا گیا تھا ۱۲ر جنوری کو پیدا ہوا۔

پھر حقیقۃ الوحی میں بھی یہ اطلاع موجود ہے چنانچہ صفحہ ۳۶۰ میں فرماتے ہیں۔"ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا فوت ہو گیا تو نادان مولویوں اور ان کے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اُس کے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی اور بار بار اُن کو کہا گیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے پس ضرور تھا کہ کوئی لڑکا خورد سالی میں فوت ہو جاتا تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے۔ تب خدا تعالےٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی چنانچہ میرے **سبز اشتہار** کے ساتویں صفحہ میں اُس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے **دوسرا بشیر** دیا جائے گا جس کا دوسرا نام **محمود** ہے وہ اگرچہ ابتک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہُوا مگر خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت **اشتہار سبز** کے صفو سات کی **جس کے مطابق** جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہُوا جس کا نام **محمود** رکھا گیا اور اب تک بفضلہٖ تعالےٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔"

یہاں حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ سبز اشتہار کی عبارت کے مطابق لڑکا پیدا ہوا۔ اور یہ معلوم ہو کہ سبز اشتہار میں جس لڑکے کی بشارت ہے وہ پسر موعود ہی ہے اور دوسرا بشیر اور محمود پسر موعود ہی کے نام ہیں جو اس کے پیدا ہونے سے پہلے بتلائے گئے تھے اور میعاد میں پیدا ہونے والا بھی پسر موعود ہی ہے۔ لہذا دیکھو کہ کیسی صریح

اطلاع پسر موعود کے پیدا ہونے کی دی۔ اور یہ جو فرمایا کہ جنوری ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوا اور اب سترھویں سال میں ہے یہ تعیین ہے
حقیقۃ الوحی میں ایک اور مقام پر صفحہ ۲۱۷ میں بھی یہی اطلاع ہے۔ فرماتے ہیں "چوبیسواں نشان یہ ہے کہ میرا ایک لڑکا فوت ہو گیا تھا اور مخالفوں نے جیسا کہ انکی عادت ہے اس لڑکے کے مرنے پر بڑی خوشی ظاہر کی تھی تب خدا نے مجھے بشارت دیکر فرمایا کہ اس کے عوض میں جلد ایک اور لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام محمود ہوگا اور اس کا نام ایک دیوار پر لکھا ہوا مجھے دکھایا گیا۔ تب میں نے ایک سبز رنگ کے اشتہار میں ہزار ہا موافقوں اور مخالفوں میں یہ پیشگوئی شائع کی اور ابھی ستر دن پہلے لڑکے کی موت پر نہیں گزرے تھے کہ یہ لڑکا پیدا ہو گیا اور اس کا نام محمود احمد رکھا گیا"

دیکھو کیسا صاف فرمایا ہے کہ سبز اشتہار میں جس لڑکے کی پیشگوئی شائع کی گئی تھی وہ لڑکا پیدا ہو گیا۔ اور ناظرین کو یہ معلوم ہی ہے کہ سبز اشتہار میں جس لڑکے کی پیشگوئی تھی وہ پسر موعود ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ پہلے لڑکے (یعنے بشیر اول) کی وفات کے بعد ستر دن کے اندر پیدا ہوا اور اُس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔ یہ تعیین ہے۔

غرض سراج منیر کے علاوہ اِن مذکورہ بالا تین حوالوں سے بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ جناب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ ثانی ہی پسر موعود اور مصلح موعود ہیں۔
اب جیسا کہ حضرت اقدس سبز اشتہار کے صفحہ ۱۷ کی سطر ۱۱

ہیں فرماتے ہیں کہ "اے وے لوگو جنھوں نے ظلمت کو دیکھ لیا (یعنی بشیر اول کی وفات کو) حیرانی میں مت پڑو بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی" پھر دوبارہ خوشی سے اچھلنے کا مقام ہے کیونکہ اُسوقت تو ہم امید اور یقین کی بنا پر خوشی سے اچھلے تھے اور اب تو ہم نے اس روشنی کو دیکھ ہی لیا۔ !!!

ناظرین! تعیین کی اس پہلی قسم کے متعلق دو باتیں اور ہیں اوّل یہ کہ ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء والا اشتہار جس میں سب سے پہلے پسر موعود کی پیشگوئی تحریر فرمائی گئی ہے اُس کے عنوان میں لکھا ہے کہ "رسالہ سراج منیر مشتمل بر نشانہائے رب قدیر"۔ پھر اس عنوان کے بعد اس رسالہ کے متعلق کچھ ذکر کرکے اس رسالہ کے چھاپنے کے متعلق ذکر فرمایا ہے۔ پھر اس اشتہار سے تین سال بعد سبز اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کے صفحہ ۴ سطر ۱۲ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "اسی خیال اور انتظار میں سراج منیر کے چھاپنے میں توقف کی گئی تھی تا جب اچھی طرح **الہامی** طور پر لڑکے کی حقیقت کھل جائے تب اُس کا مفصّل و مبسوط حال لکھا جائے۔"

اب معلوم ہوا کہ سراج منیر میں جو تعیین فرمائی گئی۔ وہ الہامی طور پر فرمائی گئی۔ پس ثابت ہوا کہ جناب حضرت صاحبزادہ صاحب ممدوح **الہامی** طور پر پسر موعود ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اشتہار ۱۲؍ جنوری ۱۸۸۹ء میں حضرت اقدس کا بطور تفاؤل صاحبزادہ صاحب ممدوح کا **بشیر** اور **محمود** نام رکھنا یہ بھی اس

بات پر دلیل تھی کہ صاحبزادہ صاحب ممدوح ہی پسر موعود ہوں گے کیونکہ بطور تفاول نام رکھنا چونکہ در اصل دعا اور مراد ہوتی ہے لہٰذا حضرت اقدس کا بطور تفاول نام رکھنے سے یہ دعا و مراد تھی کہ خدا کرے یہی لڑکا وہ **بشیر** اور **محمود** ہو جس کا سبز اشتہار میں وعدہ ہے۔ اور حضرت اقدس کو اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں یہ الہام ہو چکا تھا کہ "خدا تجھے بکلی کامیاب کریگا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا" سو وہ تفاول صحیح ہوا۔

تعیین کی ایک قسم ختم ہوئی اب تعیین کی دوسری قسم لکھی جاتی ہے۔

علامات کے ذریعہ سے تعیین

علامت اول

پسر موعود کی ایک یہ علامت تھی کہ وہ بلا توقف بشیر اول کے بعد پیدا ہوگا اور درمیان میں کوئی اور پیدا نہ ہوگا۔ جیسا کہ حوالہ جات ذیل سے ظاہر ہے۔

حوالہ اولیٰ۔ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء کا تتمہ صفحہ ۲ سطر ۱۵ "ایک اور لڑکا ہونے کا **قریب مدت** تک وعدہ دیا جسکا نام محمود احمد ہوگا اور اپنے کاموں میں اولو العزم نکلیگا" یہ اشتہار بشیر اول کی پیدائش سے بعد اور فوت ہونے سے پہلے کا ہے۔ اور پیچھے ثابت ہو چکا ہے کہ اِس عبارت میں جو ایک اور لڑکا ہے یہ پسر موعود ہی ہے۔ اب دیکھو کہ قریب کا لفظ کس پر صادق آتا ہے۔ وہ حضرت خلیفہ ثانی پر ہی صادق آتا ہے کیونکہ حضرت ممدوح ہی بشیر

اول کے قریب ہیں۔ وہی بشیر اول کے بعد پیدا ہوئے دیکھو شجرہ نسب رسالہ ہذا کے آخر میں۔

حوالہ دوم سبز اشتہار صفحہ ۲۱ حاشیہ سطر ۷ "مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اُس کا محمود اور تیسرا نام اُس کا بشیر ثانی بھی ہے۔ اور ایک الہام میں اُس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے اور ضرور تھا کہ اُس کا آنا معرضِ التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اُس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا" اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ بشیر اول کے بعد بشیر ثانی یعنی مصلح موعود نے ہی پیدا ہونا تھا کسی اور نے نہ ہونا تھا۔ اب دیکھو کہ بشیر اول کے فوت ہوتے ہی کون پیدا ہوئے وہ حضرت خلیفہ ثانی ہی ہیں۔

حوالہ سوم۔ اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء صفحہ اول سطر ۱۱۔ الہام "انہوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں" یہ الہام بشیر اول کی پیدائش سے پہلے کا ہے اس الہام میں بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ آنے والا یعنی مصلح موعود دوسرا ہے۔

حوالہ چہارم۔ سبز اشتہار صفحہ ۱۶ سطر ۲ "جیسا کہ یہ الہام انا ارسلناہ شاھداً و مبشراً و نذیراً کصیب من السماء فیہ ظلمات و رعد و برق کل شیئ تحت قدمیہ یعنی ہم نے اس بچہ کو شاہد اور مبشر اور نذیر ہونے کی حالت میں

میں بھیجا ہے اور یہ اُس بڑے مینہ کی مانند ہے جس میں طرح طرح کی تاریکیاں ہوں اور رعد اور برق بھی ہو یہ سب چیزیں اُس کے دونوں قدموں کے نیچے ہیں یعنی اس کے قدم اٹھانے کے بعد جو اُسکی موت سے مراد ہے ظہور میں آجائیں گی ...... یعنی پہلے بشیر کی موت کی وجہ سے ابتلا کی ظلمت وارد ہوئی اور پھر اس کے بعد رعد اور روشنی ظاہر ہونے والی ہے ...... سو اے وے لوگو جنھوں نے ظلمت کو دیکھ لیا حیرانی میں مت پڑو بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئیگی"۔ سو جس طرح کہ ظلمت کے بعد روشنی کا ہی ہونا ضروری ہے نہ کسی اور چیز کا اسی طرح بشیر اول کے بعد **مصلح موعود** کا ہی پیدا ہونا ضروری ہے نہ کسی اور کا۔ اب دیکھو کہ بشیر اول کے بعد کون پیدا ہوئے؟ وہ حضرت خلیفہ ثانی ہیں۔

اس بات کی تصدیق میں کہ پسر موعود کی یہ پکّی علامت ہے کہ وہ بلا توقف بشیر اول کے بعد ہوگا خود حضرت اقدس کی تحریر پیش کرتا ہوں۔

سراج منیر صفحہ ۳۱ حاشیہ سطر ۵ - فرماتے ہیں۔"سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں **بلا توقف** لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا سو محمود پیدا ہو گیا"۔

اور دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۷۔"تب خدا نے مجھے بشارت دیکر فرمایا کہ اس کے عوض میں **جلد** ایک اور لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام محمود ہوگا ...... اور **ابھی ستّر دن** پہلے لڑکے

کی موت پر نہیں گزرے تھے کہ یہ لڑکا پیدا ہو گیا۔"

علامت دوم

اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء و اشتہار محک اخیار و اشرار میں پسر موعود کے لئے نو برس کی میعاد مقرر کی گئی تھی۔ جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء سے شروع ہوتی ہے اور ۲۲ مارچ ۱۸۹۵ء تک ختم ہوتی ہے۔ سو حضرت خلیفہ ثانی اسی میعاد کے اندر پیدا ہوئے۔

اس بات کی تصدیق میں کہ خود حضرت اقدس بھی پسر موعود کی میعاد ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء سے ۲۲ مارچ ۱۸۹۵ء تک سمجھتے تھے۔ حضرت اقدس کی تحریر پیش کرتا ہوں۔

سراج منیر صفحہ ۳۱ - فرماتے ہیں۔ "وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔"

علامت سوم

پسر موعود کی ایک علامت سبز اشتہار میں یہ ہے کہ اُس کا نام بشیر اور محمود ہوگا سو نو برس کے اندر جس قدر صاحبزادے پیدا ہوئے اُن میں سے سوائے حضرت خلیفہ ثانی کے اور کسی کا نام محمود نہیں اور حضرت ممدوح کا نام بشیر بھی ہے دیکھو اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء جو انکی پیدائش کا اشتہار ہے۔ اس اشتہار میں ان کے تین نام رکھے گئے ہیں بشیر اور محمود اور بشیر الدین محمود اور دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں پسر موعود کا نام محمود احمد بھی بتلایا گیا ہے سو جناب حضرت خلیفہ ثانی بچپن سے بشیر الدین محمود احمد کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ اور

اب آئندہ اُن کے نام کے ساتھ **فضل** اور **بشیر ثانی** اور **فضل عمر** بھی بڑھانا چاہیئے کیونکہ یہ تینوں نام بھی پسر موعود کے پیدا ہونے سے پہلے سبز اشتہار میں پسر موعود کے بتلائے گئے ہیں۔

علامت چہارم

اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء میں ایک علامت پسر موعود کی یہ تھی کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا"

آؤ اب دیکھیں کہ چوتھا کون ہے۔ اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں فرماتے ہیں کہ "ابھی تک جو ۲۳ مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰۔ ۲۲ سال سے زیادہ ہے پیدا نہیں ہوا" یہ اشتہار بشیر اول کی پیدائش سے پہلے کا ہے۔ پھر ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء کے اشتہار بشیر اول کے پیدا ہونے کی خبر دیتے ہیں۔ اس کے بعد ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کے اشتہار میں حضرت صاحبزادہ صاحب خلیفہ ثانی کے پیدا ہونے کی خبر دی ہے۔ پس چوتھے فرزند حضرت ممدوح ہوئے۔ (ناموں کے لئے دیکھو شجرۂ نسب رسالہ ہذا کے آخر میں)۔ نوٹ۔ پسر موعود کے لئے نو برس کی میعاد تھی۔ جس

علامت پنجم

اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں ایک علامت یہ ہے کہ "وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم"۔ سو اظہر من الشمس ہے۔

علامت ششم

اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں ایک علامت یہ تھی کہ "وہ جلد جلد بڑھے گا" اس میں یہ اشارہ ہے کہ چالیس سال تک پہنچنے سے پیشتر لائق

ہو کر جماعت کا امام ہو جائیگا یہاں حضرت خلیفۃ المسیح (خلیفہ اول) کا وہ ارشاد پڑھو جس میں لکھا ہے۔ کہ حضرت خواجہ سلیمان صاحب ۲۲ برس کی عمر میں خلیفہ ہوئے اور یہ بات بیٹے تمہیں کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے لکھی ہے۔ دیکھو خطبات نور حصہ دوم صفحہ ۳۴۵ - اور جلد جلد بڑھنے میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اپنے کاموں میں جلد جلد ترقی کریگا۔

علامت ہفتم

اسی اشتہار میں ہے "کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ" سو چودہ مارچ ۱۹۱۴ء کے خلافت کے واقعہ کو دیکھو۔ پھر مخالفوں کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کے ہاتھ کو دیکھو کہ باوجود اس کے کہ انھوں نے سرتوڑ کوشش کی اور انسانی کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا لیکن انکی ایک پیش نہ چلنے دی۔ پھر خوابوں کی کثرت کو دیکھو جو لوگوں کو حضرت صاحبزادہ صاحب کے حق میں آئیں اور آرہی ہیں گویا آسمان قریب آگیا ہے۔ لوگوں کے رجوع کو دیکھو۔ قادیان کے بھی کئی اُن لوگوں نے بیعت کی جنھوں نے پہلے دو موقعوں پر نہیں کی تھی۔ دلوں کی محبت اور اعتقاد کو دیکھو ایک نئی روح پھونک گئی ہے۔ دلوں کی تبدیلی کو دیکھو۔ ایمان کی ترقی کو دیکھو۔ باہمی اخوت کو دیکھو۔ ۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء کو مسجد مبارک میں حضرت خلیفہ ثانی کی تقریر کو دیکھو۔ اور انشاء اللہ ابھی بہت کچھ دیکھ

علامت ہشتم

پسر موعود کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ عمر پانے والا ہے کیونکہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ پیشگوئی بھی تھی کہ "بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہونگے"۔ دیکھو سبز اشتہار صفحہ حاشیہ ۷ - اور متن سطر اول اور صفحہ ۲ سطر ۴ - چنانچہ اسکے مطابق بشیر اول اور میاں مبارک احمد صاحب کم عمری میں فوت ہو گئے - اور حضرت خلیفہ ثانی حد بلوغ سے بہت آگے گذر گئے ہیں ۵

۵ اور ماشاء اللہ اب چھبیسویں سال میں ہیں۔ **علامت نہم** - پسر موعود کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ خلیفہ ہوگا۔ دیکھو سبز اشتہار کا حاشیہ صفحہ ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ - چنانچہ حضرت میاں صاحب ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو خلیفہ ہوئے۔ تعیین کی دوسری قسم ختم ہوئی۔ اب تیسری قسم لکھی جاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کی تعیین

اب ذیل میں اس بات کا ثبوت دیا جاتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب جو اب خلیفہ ثانی ہیں یہی پسر موعود ہیں۔

۸ ستمبر ۱۹۱۳ء کی بات ہے یعنی عرصہ قریباً سات آٹھ ماہ کا ہوا کہ میں اپنے مکان پر مجموعہ اشتہارات حضرت اقدس دیکھ رہا تھا۔ پڑھتے پڑھتے مجھے معلوم ہو گیا کہ حضرت میاں صاحب ہی پسر موعود ہیں۔ تب میں اسی وقت حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور میں نے عرض کیا مجھے آج حضرت اقدس کے اشتہارات کو پڑھکر پتہ ملگیا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں تو جناب حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ "ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور انکا ادب کرتے ہیں"۔ جب میں نے دیکھا کہ انکا بھی یہی اعتقاد ہے تو مینے مکان پر واپس آکر دو تین دن میں ان تمام دلائل کو جمع کیا اور حضرت میاں صاحب کے پسر موعود ہونے پر چودہ قرائن لکھے۔ چودھواں قرینہ (جو در اصل بڑا بھاری ثبوت ہے لیکن مینے اُسوقت قرینہ کا ہی لفظ لکھا تھا) اس بارے میں تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ اور اس قرینہ میں مینے پہلے اپنے الفاظ لکھے پھر حضرت خلیفۃ المسیح کے مذکورۂ بالا الفاظ لکھے جو میری بات کے جواب میں فرمائے تھے۔ اس کے لکھنے کے بعد مینے مناسب سمجھا کہ

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح کی تصدیق ان کے اپنے ہاتھ سے ہو جائے تو بہتر ہے۔ تب میں وہ تحریر جو فلسکیپ کاغذ کے چار ورقوں پر تھی اُن کی خدمت میں لے گیا اور عرض کیا کہ اسکو پڑھ لیجئے۔ انہوں نے پڑھنا شروع کیا۔ پڑھتے پڑھتے جب قرینہ چہاردہم پر پہنچے تو میں نے عرض کیا کہ حضور نے اُس دن یہ الفاظ فرمائے تھے۔ فرمایا ہاں۔ تو میں نے عرض کیا کہ حضور اپنے ہاتھ سے اپنی تصدیق اسپر کر دیں۔ تب آپ نے اپنے ہاتھ سے اُسپر تصدیق کر دی۔ ذیل میں میری تحریر یعنی قرینہ چہاردہم کا عکس اور اُسپر حضرت خلیفۃ المسیح کی تصدیق کا عکس دیا جاتا ہے اور اصل مضمون جو حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کا پڑھا ہُوا ہے اور جس پر اُن کے اپنے ہاتھ کی قلمی تصدیق ہے میرے پاس محفوظ ہے جو صاحب دیکھنا چاہیں دیکھ لیں۔

عکس دینے سے پہلے ایک بات اور یہاں لکھ دینے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ جب میں یہ تصدیق کروا چکا تو دوسرے دن یعنی ۱۱ر ستمبر ۱۹۱۲ء کو شام کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے میں پاؤں سہلانے لگ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بغیر کسی گفتگو اور تذکرہ کے خود بخود فرمایا کہ "ابھی یہ مضمون شائع نہ کرنا جب مخالفت ہو اسوقت شائع کرنا" میں نے عرض کیا بہت بہتر۔

دوسرے صفحہ پر یعنے صفحہ ۲۸ پر دونوں تحریروں کا عکس ہے۔ واضح ہو کہ چونکہ اصل مضمون چوڑے صفحہ پر ہے اور تصدیق اس کے حاشیہ پر ہے اور بغیر کسی تبدیل وضع اور جگہ اور فاصلہ اور سطر کے دونوں تحریروں کا اُسی طرح ہو بہو عکس دینا ضروری تھا اور اس رسالہ کا صفحہ چھوٹا ہے لہذا صفحہ کی لمبائی میں عکس دیا گیا۔ حضرت ممدوح نے اپنی تصدیق کا پہلا لفظ وہیں سے (ملا کر) شروع کیا ہے جہاں سے اُنکے اپنے الفاظ شروع ہوتے ہیں

نقل عکس

قرینہ چہاردہم

اِس تحریر سے دو تین دن پہلے ۸ ستمبر کو میں حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں گیا اور میں نے کہا کہ مجھے آج حضرت اقدس کے اشتہارات کو پڑھکر پتہ لگا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں تو جناب حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا!

کہ "ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور اُن کا ادب کرتے ہیں۔"

یہ لفظ مینے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں۔

نورالدین ۱۰ ستمبر ۱۳

تعیین کی تیسری قسم ختم ہوئی ۔ ذیل میں حسب وعدہ شجرہ نسب دیا جاتا ہے ۔

شجرۂ نسب

پہلی بیوی
۱ سلطان احمد
۲ فضل احمد

دوسری بیوی
عصمت (لڑکی)
۳ بشیر احمد (بشیر اول)
۴ بشیر - محمود - بشیرالدین محمود (بشیرالدین محمود احمد)
شوکت (لڑکی)
۵ بشیر احمد
۶ شریف احمد
مبارکہ (لڑکی)
۷ مبارک احمد
امۃ النصیر (لڑکی)
امۃ الحفیظ (لڑکی)

رسالہ پسر موعود و مصلح موعود کا

خلاصہ

جن عبارتوں پر خط کھچے ہوئے ہیں یہ حضرت اقدس کے اشتہارات و کتب کے اصل الفاظ ہیں انہیں کوئی لفظ اپنی طرف سے نہیں بڑھایا گیا نہ کوئی لفظ بدلا یا گیا۔

اشتہار ۲۰ ر فروری ۱۸۸۶ء میں **ایک لڑکے** کے بارہ میں پیشگوئی ہے۔ اِس اشتہار میں سے چند الہامی جملے جو اس لڑکے کی نسبت ہیں نقل کئے جاتے ہیں۔ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہی۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کَانَّ اللّٰہ نزل من السّماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔ ✤

پھر اشتہار ۲۲ ر مارچ ۱۸۸۶ء میں اِس لڑکے کے لئے نو برس کی میعاد مقرر کیگئی۔ جیسا کہ فرمایا۔ **ایسا لڑکا** بموجب وعدۂ الٰہی ۹۔ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔

✤ پسر موعود کی نسبت ایک یہ الہام بھی ہی۔ اے فخرِ رُسُل قربِ تو معلومم شد۔ دیر آمدۂ ز راہ دور آمدۂ۔ دیکھو اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء مندرجہ تریاق القلوب صفحہ ۴۲۔ منظور محمد

پھر سبز اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں اس لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اس لڑکے کے نام مقرر کئے گئے جیسا کہ فرمایا۔ **مصلح موعود** کا نام الہامی عبارت میں **فضل** رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اُس کا **محمود** اور تیسرا نام اُس کا **بشیر ثانی** بھی ہے اور ایک الہام میں اُس کا نام **فضل عمر** ظاہر کیا گیا ہے۔

اور اسی سبز اشتہار میں مصلح موعود کی نسبت فرمایا کہ خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق **اپنی میعاد کے اندر** ضرور پیدا ہوگا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اُس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔

پھر تریاق القلوب میں فرمایا۔ سبز رنگ کے اشتہار میں لکھا گیا کہ **اُس پیدا ہونیوالے لڑکے** کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ جب اس پیشگوئی کی شہرت کامل درجہ پر پہنچ چکی اور کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو **تب خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم سے** ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ر جمادی الاول ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ **محمود پیدا ہوا۔**

اور سراج منیر میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ **وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا۔** اور اب نویں سال میں ہے۔

حقیقۃ الوحی جو سراج منیر سے آٹھ سال بعد طبع ہوئی اُسمیں فرمایا کہ **سترھویں سال میں ہے۔**

رسالہ کا خلاصہ تمام ہوا

جنوری ۱۸۸۹ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ ثانی ہی پیدا ہوئے اور سراج منیر کی طبع کے وقت حضرت ممدوح ہی نویں سال میں تھے اور حقیقۃ الوحی کی طبع کے وقت حضور ہی سترھویں سال میں تھے۔ منظور محمد

ایک مفید اطلاع

عرصہ چودہ پندرہ برس کا ہوا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا تھا کہ "سبز اشتہار کو اپنے پاس حفاظت سے رکھو"۔ چنانچہ دس بارہ برس ہوئے ہوں گے کہ ایک دفعہ جناب مولوی محمد قاسم علی صاحب نے (جو اب اخبار الحق دہلی کے ایڈیٹر ہیں) مجھسے ظاہر کیا کہ مجھے اپنے فائل کو مکمل کرنے کے لئے سبز اشتہار اور چند اور اشتہاروں کی ضرورت ہے۔ میں نے دوسرے اشتہار تو اُنہیں دیدیئے لیکن سبز اشتہار کی نسبت میں نے اُنہیں کہا کہ اس کے دینے میں میں بالکل معذور اور مجبور ہوں کیونکہ حضرت اقدس نے مجھے حکم دیا ہوا ہے کہ اِسے میں اپنے پاس رکھوں۔ اِسی وجہ سے سبز اشتہار میں نے اُنہیں نہ دیا۔ اِس بات کے گواہ جناب مولوی محمد قاسم علی صاحب ہیں۔ وہ شہادت دے سکتے ہیں۔ فقط۔ رسالہ تمام ہوا۔ نوٹ۔ مسیح موعود کے اس فخر رسل لڑکے کی خبر حدیث یولد لہ میں بھی ہے اور نعمت اللہ شاہ ولی نے بھی لکھا ہے کہ پسرش یادگار ش بینم۔ لیکن اس رسالہ میں صرف تعیین و تفصیل کی گئی ہے

خاکسار

(پیر) منظور محمد احمدی

(مصنف قاعدہ یسرنا القرآن)

۲۷ مئی ۱۹۱۴ء از قادیان دار الامان والامان

مسئلہ بُروز

احمدی جماعت کے بانی حضرت مسیح موعود قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دعوٰی نبوت و رسالت کو ثابت کرنیکے لئے مسئلہ بُروز پر از حد زور دیا ہی۔ چنانچہ شروع سے لیکر اخیر تک سب کتابیں دیکھ جائیے جہاں کہیں بھی مسئلہ نبوت ہی۔ قریباً سب جگہ وہاں مسئلہ بروز بھی ضرور ہے۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے بعض احمدی احباب نے بھی ٹھوکر کھائی ہے۔ چنانچہ جب حضرت مسیح موعود کو بموجب وحی اللہ "دنیا میں ایک نبی آیا" اور یایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر وغیرہ وغیرہ حقیقی اور واقعی نبی اللہ کہہ کر پکارا جاتا ہی اور بجز نبی کریم کے باقی قریباً سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بموجب وحی الٰہی کہ "دنیا میں کئی تخت اترے۔ پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا" حقیقی فوقیت دی جانی بیان کیجاتی ہی تو اسوقت مسئلہ بروز کی پوری حقیقت کو نہ سمجھنے والے پکار اُٹھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود ہرگز نبی اللہ نہ تھے اور یہ کہ بروزی طور سے حضرت مسیح موعود کا نبی اللہ ہونا درحقیقت ان کو نبی اللہ کے پورے لقب سے ملقب نہیں کرسکتا۔ حالانکہ اگر اس مسئلہ کو خوب غور کرکے دیکھا جائے تو سمجھ میں آجا دیگا کہ حضرت اقدس کا اپنے آپکو بروزی نبی اللہ لکھنا ہرگز یہ معنی نہیں رکھتا یا ہرگز اس بات کا مترادف نہیں کہ وہ نعوذ باللہ ناقص اور غیر حقیقی طور سے نبی اللہ تھے۔

حقیقی کے بالمقابل غیر حقیقی اور اصل کے بالمقابل ناقص۔ غیر اصل یا بناوٹی لفظ ہو سکتے ہیں مگر حضرت مسیح موعود کا حقیقی کے بالمقابل ظلی اور بروزی کے لفظ استعمال کرنا ہرگز ہرگز اسبات پر دلالت نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود ظلی اور بروزی الفاظ کو غیر حقیقی اور ناقص الفاظ کے مترادف مانتے تھے۔ ونعوذ باللہ۔ میں نے بہ تمام وکمال محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریباً سب کتب کو بغور پڑھا ہے۔ اور میں علی وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں۔ کہ

حضرت اقدس مسیح موعود نے ہرگز ہرگز نبوت ناقصہ یا نبوت غیر حقیقیہ کا دعوے نہیں کیا بلکہ اپنی نبوت اور رسالت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی ہی نبوت اور رسالت قرار دیا ہے اور یہ ظاہر و باہر ہے کہ آنحضرت صلعم کی نبوت ناقصہ تو ہرگز نہ تھی بلکہ نبوت حقیقی تھی۔ پس کوئی وجہ نہیں۔ کہ بروزی نبوت نبوت ناقصہ ہو سکے بلکہ بروزی نبوت تو وہی نبوت کاملہ حقیقیہ ہے جس کی وہ نبوّت بروز ہے۔

آپ لوگوں نے عکسی قرآن شریف ہزاروں ہزار دیکھے ہونگے۔ لیکن کیا آپ کے نزدیک عکسی قرآن شریف حقیقی معنوں کے رُو سے حقیقی قرآن نہیں۔ یعنی کیا عکسی قرآن وہی مرتبہ وہی عزت۔ وہی حیثیّت۔ وہی کمال اپنے اندر نہیں رکھتا جیسا کہ وہ قرآن جس کا وہ عکس ہے۔ اب عکسی قرآن اپنے اندر دو پہلو رکھتا ہے۔ ایک پہلو تو یہ کہ وہ یعنی عکس قرآن باعتبار نئے مضمون۔ نئی عبارت اور نئے نام کے وہ (اور جنل) اصلی قرآن نہیں۔ مگر باعتبار اسی نام اسی شان اسی مضمون اور اسی دعوے کے حقیقی طور سے وہی حکم اور حیثیت رکھتا ہے جو کہ وہ (اور جنل) قرآن رکھتا ہے جس کا وہ عکس ہے۔ گویا عکسی قرآن ایک پہلو سے درحقیقت تو وہی قرآن نہیں۔ جس سے وہ عکس لیا گیا۔ لیکن باعتبار کامل عکس رکھنے کے وہی حیثیّت اور وہی شان رکھتا ہے جس قدر یا جس طرح سے اور جنل قرآن ہمارے لئے حجت اور حقیقت رکھتا ہے کیونکہ حقیقی معنوں کا ظلّ اتم ہرگز اپنے اصل سے کسی بات میں الگ نہیں ہو سکتا۔ سو بعینہٖ اسی طرح حضرت مسیح موعود بموجب اپنے فرمودہ کے

"میں رسول اور نبی نہیں ہوں باعتبار نئی شریعت۔ نئے دعوے اور نئے نام کے اور میں رسول اور نبی ہوں۔ باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے"۔۔ دیکھو نزول المسیح صفحہ ۳۴

بطور ظلّ اتم اور بروز اکمل ہونے کے حقیقی اور واقعی طور پر وہی حیثیّت اور حقیقت رکھتے ہیں جو کہ حقیقی نبی اللہ کے شایانِ شان ہے کیونکہ ظلّ اپنے اصل سے الگ نہیں۔ اگر اصل حقیقی نبوت

رکھتا ہے تو لازمی طور سے اسکا ظلّ کامل بھی وہی حیثیت رکھیگا۔ جو اسکا اصل رکھتا ہے۔ سو اگر حقیقی معنوں میں حضرت مرزا صاحب کو حضرت نبی کریم کا ظل اتم اور بروز اکمل مانا جاوے تو لازمی طور سے ماننا پڑیگا کہ بروز اتم ہونے سے حضرت مسیح موعود اپنے اصل کی طرح حقیقی معنوں میں نبی اللہ تھے۔ اور اگر حقیقی معنوں کی نبوت سے انکار کیا جاوے تو یہ ماننا پڑیگا کہ حضرت مسیح موعود ناقص اور غیر حقیقی معنوں میں ظل تھے۔ حالانکہ ایسا خیال بالکل کذب ہے۔ غرض ہر ایک چیز جو کہ حقیقی معنوں میں اپنے اصل کا ظل ہو وہ وہی حکم اور حیثیت رکھتی ہے جو کہ اسکا اصل اور جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے کہ حقیقی معنوں کا عکس قرآن وہی حیثیت اور وہی حکم اور وہی قابل حجت دلائل رکھتا ہے جو کہ وہ قرآن جس کا کہ وہ عکس ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ اگر حضرت اقدس مسیح موعود حقیقی معنوں میں بروز اتم تھے تو وہ بطور بروز اتم ہونے کے کیوں وہی حیثیت اور وہی شان نہیں رکھ سکتے۔ جیسا کہ وہ جسکا کہ وہ بروز اتم ہیں۔

ظل اور اصل کے اجمال کی تفصیل اسی طرح بھی بیان کیجا سکتی ہو کہ جیسا کہ ایک کتاب کی دوسری ایڈیشن اسی کتاب کی پہلی ایڈیشن کا عکس یا ظل یا بروز اتم ہوتی ہو مگر دوسری ایڈیشن باعتبار نئی تحریر عبارت یا نئے نام کے کوئی الگ کتاب کی حیثیت نہیں رکھتی مگر باعتبار وہی نام اور وہی عبارت رکھنے کے وہی حیثیت رکھتی ہے جو کہ پہلی ایڈیشن کی کتاب رکھتی تھی۔ کسی ایک کتاب کی دوسری ایڈیشن سے کتاب کی حیثیت میں بذاتہٖ کوئی فرق یا نقص واقع نہیں ہو سکتا فرق صرف اتنا ہے کہ پہلا ایڈیشن اصل یعنی اور جنل کاپی کی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر دوسرا ایڈیشن پہلے ایڈیشن کا عکس ہے۔ گویا دوسرا ایڈیشن ظل ہے لہذا پہلے ایڈیشن اور دوسرے ایڈیشن میں بذاتہٖ کوئی دوئی نہیں۔ محض اصل اور ظل کا فرق ہے سو آپ لوگ اسی طرح اور بعینہٖ اسی طرح حضرت اقدس کے معاملہ کو سمجھ لیویں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہزاروں ہزار جگہ یہ تفصیل یہ لکھا ہو۔ کہ

"میں آیت واخرین منھم لما یلحقوا بھم کے رُو سے ظلی طور پر وہی محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہوں اور خدا نے میرے وجود کو محمد رسول اللہ کا ہی وجود مقرر کیا ہے .... دیکھو اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" اور یہ کہ نبی کریم کی بعثت ثانی میرے ذریعہ ظہور میں آئی ہے ... . دیکھو خطبہ الہامیہ وغیرہ ..... پس حضرت اقدس درحقیقت نبی اللہ ہیں مگر کوئی الگ یا علیحدہ نام پا کر نہیں کیونکہ الگ طور کی نبوت سے مہر ختمیت ٹوٹ جاتی ہے جیسا کہ حضرت اقدس نے خود فرمایا ہے۔

"خدا تعالےٰ نے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں مجھے داخل کر دیا یہاں تک کہ یہ بھی نہ چاہا کہ یہ کہا جاوے کہ میرا کوئی الگ نام یا کوئی الگ قبر ہو کیونکہ ظل اپنے اصل سے الگ نہیں ہو سکتا اور ایسا کیوں کیا گیا اس میں یہ راز ہے کہ خدا تعالےٰ جانتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے خاتم الانبیاء ٹھہرایا ہے اور پھر دونوں سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل محمدی مسیح بھی شان نبوت کیساتھ آوے۔ تا اس نبوت عالیہ کی کسر شان نہ ہو اسلئے خدا تعالےٰ نے میرے وجود کو ایک کامل ظلیت کے ساتھ پیدا کیا اور ظلی طور پر نبوت محمدیہ اس میں رکھدی تا ایک معنوں سے مجھ پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے اور دوسرے معنوں سے ختم نبوت محفوظ رہے" نزول مسیح صفحہ ۳-۴

یہ عبارت کیسی صاف اور واضح ہے اس میں نبوت حقیقیہ کا انکار بھی ہے باعتبار الگ نام الگ شریعت اور الگ دعوےٰ کے۔ اور نبوت حقیقیہ کا دعویٰ بھی ہے باعتبار ظلیت کاملہ ہونے کے۔ القصہ یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود کا ظلی یا بروزی نبی اللہ ہونا نقص یا کمی نبوت ہے محض غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ ناقص نبی پر کسی پہلو سے بھی حقیقی نبی اللہ کا لفظ صادق نہیں آسکتا۔ حالانکہ حضرت اقدس نے ہزاروں جگہ اسکو واضح کیا ہے کہ

میں صرف امتی نہیں بلکہ نبی بھی ہوں۔ اور اگر امتی ہونیکا پہلو اپنے اندر پوری حقیقت رکھتا ہے تو نبی اللہ ہونیکا پہلو[1] اپنے اندر کیوں پوری اور کامل حقیقت نہیں رکھتا کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونیکا دعویٰ حقیقی دعویٰ ہے حالانکہ نہیں چاہیئے کہ وہ دعویٰ بھی تو ایک پہلو اپنے اندر امتی ہونیکا لئے ہوئے ہے پس امتی ہونا کوئی نقص نبوت نہیں اور ظل یا بروز کوئی ناقص یا بناوٹی الفاظ[2] کے مترادف اور ہم معنی الفاظ نہیں بلکہ حق اور سچ یہ ہے کہ محمد رسول اللہ کے بروز اتم ہونیکے سبب سے میرزا غلام احمد ایسا باکمال نبی اللہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے جیسا کہ فرمایا ۔ ۔ ۔ ۔ "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے

"مسیح سے اپنی شان میں بہت بڑھکر ہے"

اب طالب حق کے لئے کیا یہ ضروری نہیں کہ سوچے کہ اگر مرزا صاحب ناقص اور غیر حقیقی نبی اللہ ہیں تو ایک حقیقی نبی سے اسکی تمام شان سے بہت بڑھکر کیوں اور کسطرح ہوئے حق یہی ہے جو چاہے سو قبول کرے اور جو چاہے سو قبول نہ کرے کہ حضرت مسیح موعودؑ باوجود امتی اور بطور اکمل اور اتم بروز محمد صلے اللہ ہونے کے واقعی اور حقیقی طور سے نبی اللہ تھے اور شرائط ایمان کی چوتھی شرط رُسلہ میں بدرجہ اکمل و اشد و اتم طور پر داخل ہیں اور دوسرے تمام وہ پاک لوگ جو اس امت سے گزر چکے ہیں انکو ہرگز وہ شان[3] حاصل نہیں جو کہ حضرت مسیح موعود کو ہے۔ انکی شان شانِ نبوت نہ تھی اور نہ ہی حضرت مسیح موعود کی طرح وہ نبی اللہ تھے اور یہ کہنا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ماتحت سب اولیاء اور حضرت مسیح موعود نبی اللہ ہیں بالکل غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ حدیث علماء امتی ۔ ۔ ۔ ۔ اور حدیث "حضرت مسیح موعود[4] نبی اللہ ہیں" میں زمین اور آسمان کا فرق ہے اس معاملہ میں کہ نبی اللہ کا لفظ ہرگز سوائے مسیح موعود کے کسی دوسرے اولیاء امت پر صادق نہیں آسکتا حضرت مسیح موعود کا صاف اور صریح فیصلہ موجود ہے و ھو ھذا

[1] اگر امتی کہلانیکی وجہ سے نبی کہلانا درست نہیں تو پھر امتی کہلانا بھی درست نہیں کیونکہ جب امتی فرمایا تو ساتھ ہی نبی بھی فرمایا ۱۲
[2] دیکھو معیار الاخیار ۱۲ [3] دیکھو صحیح مسلم حدیث نواس بن سمعان

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ انکو یہ حصہ اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اسوجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ ان میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی ....." دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱

پس اے احمدی قوم اپنے اس امام کی جو امام اولین و آخرین ہے، ناقدری نہ کر وہ امام شان نبوت لیکر آسمان سے نازل ہوا ہے بلکہ فخر کر کہ تو ایسے سردار الخلق جری اللہ فی حلل الانبیاءؑ کے سلسلہ میں داخل ہوئی ہے جس کو دیکھنے کے لئے بہت سے نبی مشتاق چلے گئے۔ والسلام

خاکسار محمد سعید سعدی از لاہور

امرِ خلافت

خلیفہ ہونا ضروری ہے

اسلام میں ایک امام ایک امیر کے ماتحت رہنے کے مسئلہ کو یہانتک ضروری سمجھا گیا ہے کہ رسول اللہ نے حکم دیا ہے کہ اگر تم کہیں سفر میں بھی جاؤ تو تمہارا ایک امیر ہو جس کی تم اطاعت کرو۔ پھر ہر روز پانچوقت بالالتزام ایک امیر کے ماتحت رہنے کی مشق کرائی اور سمجھایا کہ اگر امیر یا امام سے کوئی سہو جائے تو تم ادب سے سبحان اللہ عرض کر سکتے ہو مگر کرو وہی جو وہ کرتا ہے ایک عبادت کے معاملہ میں مقتدی صریح طور پر دیکھ رہا ہے کہ امام نے غلطی کی دو سجدوں کی بجائے تین سجدے کر دیئے یا ایک ہی سجدہ کیا یا رکوع بھول گیا۔ مگر مقتدی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے پیشوا کی متابعت کرے اور جماعت کو چھوڑ کر الگ نہ ہو حالانکہ وہ امام مامور بھی نہیں۔ اور اسوقت اسکا فعل تمام جماعت کی مجموعی یا کثرت رائے کے بھی خلاف ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ متابعت و اطاعت میں جو برکات ہیں انکے سامنے اس

قسم کی غلطی کی کچھ بھی حقیقت نہیں افسوس ہی ہمارے بھائیوں نے اسکی عملی طور پر مشق تو بہت کی مگر اصل منشاء ایزدی نہ سمجھے اور جب امتحان کا وقت آیا تو فیل ہو گئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون وہ مشکوٰۃ کی کتاب الفتن ہی کو پڑھ کر دیکھتے جہاں رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فرماتے تسمع وتطیع للامیر وان ضرب ظهرك واخذ مالك فاسمع واطع تو اپنے امیر کی فرمانبرداری کر اگرچہ تیری پیٹھ پر کوڑے مارے تیرے مال لے لے پھر بھی اطاعت کر۔ مطلب یہ کہ خواہ بظاہر تیری حق تلفی ہو۔ تو بھی اطاعت سے منہ نہ پھیر کیونکہ من فرق جماعة المسلمين وامرهم جميع علىٰ رجل واحد الخ کا وعید موجود ہے اور آپنے فرمایا کہ فتن سے سلامت رہنے کا یہی طریق ہی کہ جماعۃ المسلمین اور انکے امام کو لازم پکڑے (قال تلزم جماعة المسلمين وامامهم) اب بتاؤ کہ وہ جماعۃ مسلمین کون ہی جس کا ایک امام مطاع بھی ہے اگر وفات یافتہ امام ہی کافی ہو تو پھر تو مسلمانوں کا ہر ایک فرقہ اپنی جماعت ہونیکا مدعی ہو سکتا ہے مگر امام تو زندہ جماعت میں موجود ہونا چاہئیے اور ایسی ہی جماعت ہی جن کے بارے میں باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں يد الله على الجماعة فرمایا۔

مسیح موعود کے بعد سلسلہ خلفاء

شہادۃ القرآن صفحہ ۵۷-۵۸ میں حضرت اقدس لکھتے ہیں "خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالےٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو × × × ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالےٰ نے خلافت کو تجویز کیا"۔ اور الوصیت میں ابوبکرؓ کی مثال دیتے ہوئے امرِ خلافت کا نام قدرت ثانی رکھا اور فرمایا کہ میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے اور یہ مظاہر مامور ہونے ضروری نہیں۔ کیونکہ ابوبکرؓ کو باوجود غیر مامور ہونیکے آپنے دوسری قدرت فرمایا۔"

اور الحکم ۱۴ اپریل میں جو ڈائری چھپی ہے اس میں آپنے ارشاد کیا کہ جب کوئی رسول یا

یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعے اسکو مٹاتا ہے" اور فرمایا کہ "ایک الہام میں اللہ تعالےٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ" اور پھر آپ بروزِ محمدؐ تھے اور جیسے نبی کریمؐ کے بعد سلسلہ خلفاء تھا اسی طرح آپ کے بعد سلسلہ خلفاء ہونا ضروری تھا اور حدیث میں بھی اس خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی خبر تھی جیسا کہ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر کی حدیث مروی عن حذیفہ میں فرمایا کہ پانچ دور ہونگے ۔

(۱) نبوت (۲) خلافت علیٰ منہاج النبوت (۳) بادشاہ (۴) جبری حکومت (۵) خلافت علیٰ منہاج النبوت ۔ اب اس پانچویں کا مصداق عمر بن عبدالعزیز کو قرار دینا رسول اللہ کی کشفی نظر کو بہت محدود کر دینا ہے ۔ حالانکہ باب الانذار میں اشراط الساعۃ اور نزول عیسےٰ سے متصل اسکا ذکر ظاہر کر رہا ہے کہ یہ آخری زمانہ کے متعلق ہے اور وہ معنی بہرحال مقدم ہونگے جن میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و فضیلت و کمال علم کا ثبوت ملے اسی لئے شارحین نے بھی آخری دور کو مسیح موعود نبی اللہ سے متعلق کیا ہے چنانچہ مشکوٰۃ مطبوعہ مطبع احمدی ۱۲۷۳ھ میں ثم تکون خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ کے نیچے المراد بہ زمن عیسیٰ والمہدی لکھا ہے ۔ اور واقعات بھی اسکی تائید کرتے ہیں اور ثم سکت سے بھی ظاہر ہے کہ اسکے بعد پھر قیامت ہونے والی ہے اگر کسی نے عمر بن عبدالعزیز کو مصداق قرار دیا تو یہ اسکا اپنا اجتہاد ہے اور نہ یہ زمان مہدی سے معلق ہونے کے منافی ہے اگر حضرت مہدی کے بعد سلسلہ خلفاء نہ ہوتا تو آپ حمامۃ البشریٰ صـ۳۳ میں یہ نہ فرماتے کہ ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الیٰ ارض دمشق ۔

مندرجہ بالا حوالوں سے ظاہر ہے کہ نبی کے بعد خلفاء ضرور آتے ہیں اور ضروری نہیں کہ وہ خلفاء مامور ہوں یا بالضرورت بادشاہ ہوں کیونکہ مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ مشائخ کے بعد بھی خلیفہ ہوتا ہے اور نہ سب انبیاء اور شیوخ بادشاہ ہوتے ہیں اور نہ سب انبیاء و مشائخ

کے بعد مامور خلیفہ ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو چار خلیفے ہوئے وہ علیٰ منہاج النبوت تھے یعنی دینی و دنیوی بادشاہ وہ مامور نہیں تھے ورنہ امیر معاویہ بھی خلیفہ سمجھے جاتے۔

خلافت کا دعویٰ نہ امیر معاویہ نے کیا نہ انہیں کسی نے خلیفہ سمجھا چنانچہ حضرت خلیفہ اول مولٰنا نورالدین رضؓ نے بھی فرمایا کہ "امیر معاویہ نے حضرت علیؓ کے زمانہ میں قطعاً خلافت کا دعویٰ نہیں کیا۔" پھر اگر خلفاء راشدین اگر صرف نیک بادشاہ تھے تو نیک بادشاہ تو مسلمانوں میں اور بھی گزرے ہیں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت پر کتابیں لکھی گئیں حتیٰ کہ مسیح موعودؑ نے بھی سر الخلافہ لکھی دوسرے نیک بادشاہوں کی خلافت پر کیوں کتابیں نہیں لکھی گئیں اور کیوں خلفاء راشدین کے نہ ماننے والوں کو صحابہ نے منافق اور مرتد تک کہا جیسا کہ مسلم اور طبری میں لکھا ہے اچھا یہ تو دور کی بات ہے مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کے معاملہ ہی کو دیکھو آپ کو دونوں فریق خلیفۃ المسیح مانتے ہیں آپ اپنی خلافت کے بارے میں لکھتے ہیں

"جس طرح ابوبکر اور عمرؓ خلیفہ ہوئے اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے مجھ مرزا صاحب کے بعد خلیفہ کیا۔" (تقریر لاہور۔ بدر ۱۱ر جولائی ۱۲ء)

حالانکہ آپ نہ مامور تھے نہ بادشاہ مگر پھر بھی خلیفہ برحق کہلائے اور اپنی خلافت کا اسی آیت سے استدلال فرماتے رہے جس سے خلفاء اربعہ کی خلافت کا ثبوت آپنے اور مسیح موعود نے بارہا دیا اور اس خلافت کو خدا کی طرف منسوب کیا چنانچہ اسی تقریر میں فرماتے ہیں۔

"جسطرح پر آدم اور داؤد اور ابوبکر و عمر کو اللہ نے خلیفہ بنایا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی نے مجھے خلیفہ بنایا۔"

اور ارشاد کرتے ہیں۔

"مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے اور نہ میں اسکے بنانے کی قدر کرتا اور اسکے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔"

اس سلسلہ خلفاء میں سے کسی خلیفہ کا انکار

اب غور فرمائیے کہ جب مسیح موعود کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ حسب فرمان نبی کریم ضروری ہے اور مسیح موعود کا منشاء بھی یہی تھا اور اس خلافت کو حضرت خلیفۃ المسیح بارہا آیت استخلاف کا مصداق قرار دیتے رہے تو اس خلافت کے انکار پر جو وعید ہے وہ قابل توجہ ہے جو یہ ہے و من کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون اس آیت کے معنی ہم اپنی طرف سے نہیں کرتا بلکہ وہی کرونگا جو حضرت مسیح موعود نے شہادۃ القرآن میں لکھتو آپ فرماتے ہیں۔

”اور یہ وہم کہ عام معنوں کے رُو سے ان آیات کی اخیر کی آیت یعنی و من کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون بالکل بے معنی ٹھہر جاتی ہے ایسا بیہودہ خیال ہے جو اس پر ہنسی آتی ہے کیونکہ آیت کے صاف اور سیدھے معنی یہ ہیں کہ اللہ جل شانہٗ خلیفہ کے پیدا ہونے کی خوشخبری دیکر پھر باغیوں اور نافرمانوں کو دھمکی دیتا ہے کہ بعد خلیفوں کے پیدا ہونیکے جب وہ وقتاً فوقتاً پیدا ہوں اگر کوئی بغاوت اختیار کرے اور انکی اطاعت و بیعت سے منہ پھیرے تو وہ فاسق ہے۔“

پھر صفحہ ۴۹ میں لکھا ہے کہ

”بعد اسکے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص انکا (یعنی خلفاء کا) منکر رہے وہ فاسقون میں سے ہے۔“

اسی طرح مشہور عالم قرآن مجید ہمارے خلیفہ اول مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ اس آیت کے معنی فرماتے ہیں دیکھو درس قرآن مجید کے نوٹ صفحہ ۱۸۳ سطر ۱۳

”برخلاف اسکے جو انکے منکر ہونگے وہ فاسق ہونگے۔“

اسکے بعد تقریر لاہور میں حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی خلافت کے منکروں کے لئے جو الفاظ فرمائے ہیں وہ مفصلہ ذیل ہیں۔

"اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا جو اسکی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے فرشتے بنکر اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرو ابلیس نہ بنو۔"

پھر فرمایا "مرزا صاحب کے بعد میرا انکار ایسا ہی جیسے رافضی صحابہ کا کرتے ہیں۔"

پھر اپنے مکتوب مندرجہ بدر ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء میں ارشاد کرتے ہیں۔

"ماموروں کے خلفاء سب ایک حیثیت رکھتے ہیں اگر مامور صادق راستباز ہے تو اسکا جانشین اسی اصل کا حکم رکھتا ہے سورہ نور میں صاف آیت خلافت کے بعد اللہ تعالےٰ نے منکرانِ خلافت کو فاسق فرمایا ہے۔"

اس فتویٰ پر اعتراض

کہا جاتا ہے کہ امیر معاویہ کو کیا کہتے ہو طلحہ و زبیر و عائشہ صدیقہ کی نسبت کیا فتویٰ ہے جواب میں گذارش ہے کہ ہم مفتی نہیں کہ فرداً فرداً فتویٰ سنائیں نہ بہشت دوزخ کی چابیاں ہمارے ہاتھ میں ہیں نہ اسکی ضرورت ہمنے خدا کا کلام۔ رسول اللہ کا کلام۔ خدا کے مسیح موعود کا کلام اور دونوں کے مسلمہ خلیفہ خلیفہ اول کا کلام پیش کر دیا۔ اپنی طرف سے کچھ ایزادی کی ضرورت نہیں۔

اوّل ہم اسوقت موجود نہ تھے ہمیں معلوم نہیں یہ بزرگ کس حد تک معذور یا قصوروار تھے اسلئے انکا معاملہ خدا کے سپرد کرتے ہیں اتنا ہم جانتے ہیں کہ حضرت علیؓ پر خلیفہ ثالث کے قتل کرانے کا الزام تھا۔ یہاں کوئی ایسی صورت بھی نہیں۔

دوم ہر زمانہ میں مقابلہ اسباب میسر کے مطابق ہوتا ہی اتنا تو ثابت ہے ... کہ فریقین میں جنگیں ہوئیں اور طرفین سے آدمی مارے گئے اگر دونوں فریق ایک دوسرے کو اجتہادی غلطی پر سمجھتے اور معذور جانتے جیسا کہ آجکل بعض لوگ کہتے ہیں کہ دونوں حق پر یا دونوں اچھے تو پھر لڑائی انکے درمیان کبھی نہ ہوتی کُشت و خون تک نوبت پہنچ جانے سے صاف ظاہر ہے کہ ایک فریق دوسرے کو حق پر نہیں سمجھتا تھا۔

سوم۔ مسیح موعود جو ایسی نزاعوں میں حکم ہے اسکا فتویٰ موجود ہے ملاحظہ ہو سر الخلافہ

"والحق ان الحق کان مع المرتضیٰ ومن قاتلہ فی وقتہ فبغیٰ وطغیٰ"

حق یہ ہے کہ حق علی المرتضیٰ کے ساتھ ہے اور جس نے اسوقت میں اسکا مقابلہ کیا وہ باغی اور طاغی ہے۔ فسق اور بغاوت کے ایک ہی معنی ہیں فسق خروج عن الاطاعۃ کو کہتے ہیں۔

چہارم۔ ان حضرات کو تعیین خلافت میں اختلاف تھا اور یہاں تو سرے سے خلافت ہی کے قائل نہیں۔

پنجم۔ اہل بدر کے بارے میں ایک حدیث ہے۔ دیکھو مشکوٰۃ لعل اللہ اطلع علیٰ اھل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد وجبت لکم الجنۃ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے بدریو جو چاہو کرو تمہارے لئے جنت لازم ہو چکی۔ مسطح رض بھی بدری تھے مگر افک عائشہ میں جب ان سے غلطی سرزد ہوئی تو انکو سزا ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ اور خوبیاں کسی خاص جرم کی سزا یا فتوے سے بالالتزام محفوظ نہیں رکھ سکتیں۔ پس وہ جو بڑے خادم ہیں اور بہت کچھ اظہار اخلاص کرتے رہے جب کوئی غلطی کرینگے تو اس غلطی کا نتیجہ بھگتینگے وہ عند اللہ شائد معذور بھی ہوں مگر چونکہ یہ امر ہماری دریافت سے باہر ہے اسلئے ہم شریعت کا حکم پیش کر دینگے جیسا کہ حضرت اقدس حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں۔

"چونکہ شریعت کی بنا ظاہر پر ہے اسلئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے (صفحہ ۱۷۹)

ششم۔ طلحہ و زبیر و عائشہ صدیقہ کا رجوع تو اریخ سے ثابت ہے طلحہ کے بارے میں حوالہ اسوقت میرے سامنے موجود ہے ملاحظہ ہو حجج الکرامہ صفحہ ۱۶۶

"حاکم از ثور بن معجزات روایت کردہ کہ گفت گذشتم بطلحہ روز جمل در آخر رمق او پس مرا گفت از کدام کسانی گفت از اصحاب علی گفت بکشا دست خود بیعت کنم ترا پس دراز کردم دست خود و بیعت نمود مرا و رواں شد ہر دو چشم او پس آمدم علی علیہ السلام را و خبر دادم از حالش فرمود اللہ اکبر صدق رسول اللہ صلعم ابا کرد خدا تعالےٰ ازینکہ داخل شود طلحہ جنت را مگر آنکہ بیعت من گلوے وے بہ پشتر جمع کرد مردم را و بیعت گرفت از ایشان۔"

یعنی طلحہ نے جمل کے روز مبائعین علیؓ میں سے ایک مبائعؓ کو بُلا کر بیعت کی اور حضرت علی کو جب خبر ہوئی تو فرمایا رسول اللہ نے سچ فرمایا اللہ تعالے نے جنت میں داخل کرنے سے انکار کیا۔ جب تک میری بیعت نہ کرے پھر لوگوں سے بیعت لی جس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ خلفاء اسوقت بیعت لیتے تھے۔

اور طلحہ و زبیر نے پہلے بیعت کر لی تھی امر خلافت کے منکر نہیں تھے چنانچہ صفحہ ۱۶۷ پر ہے

(۱) بعدہٗ کسے را بسوئے طلحہ و زبیر فرست آں ہر دو نیز بیعت کردند تا بہ از بیعت و خذلان عثمان نادم شدہ طالب قتل قتلۂ عثمان شدند (۲) آنکہ ایشاں (طلحہ زبیر) رجوع کردند از خروج و توبہ نمودند زیرا کہ زبیر وقت ذکر کردن حضرت امیر حدیث را بسوئے ترک مثال کردہ از ہر دو لشکر بیروں رفت؟ صفحہ ۱۷۱ حج الکرامہ

یعنی طلحہ و زبیر نے خروج سے رجوع کیا اور توبہ کی۔ امید ہے میرے بھائی اس مضمون پر غور فرمائینگے

وفات مسیحؑ پر چند دلائل

دلیل اول۔ وفات مسیح پر قرآن کریم میں اللہ تعالے فرماتا ہے یا عیسی انی متوفیک ورافعک الی (الایہ پ۳) یعنی اے عیسی میں تجھکو وفات دینے والا ہوں (بصورت وعدہ) اور اسکے بعد تجھے عزت کیساتھ اپنی طرف بلند کرنیوالا ہوں۔ اس آیت میں لفظ متوفیک جس کے معنی امام بخاری نے بروایت ابن عباس ممیتک کئے ہیں اور کاغذات سرکاری میں بھی متوفی مرا ہوا ہی لئے جاتے ہیں مقدم ہے اور رافعک لفظاً و معنی موخر ہے۔ اگرچہ اس آیت میں صرف وعدہ ہی وعدہ ہے لیکن ایک مخلص کے لئے اسیقدر کافی ہے کہ وہ خدا جس کی شان میں ہے ان اللہ لا یخلف المیعاد وعدہ خلافی ہرگز نہیں کرتا اور جیسا وعدہ کرتا ہے ویسا ہی اسکو پورا کر کے بھی دکھلا دیتا ہے پس جب کہ لفظ متوفیک بصورت وعدہ مقدم ہے اور رافعک بصورت وعدہ موخر تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب کبھی اللہ تعالے اس وعدہ کو پورا فرمائیگا حضرت عیسے علیہ السلام کو پہلے

وفات دیکر ہی اپنی طرف اٹھائیگا جو بعد از وفات یقیناً روح ہی مرفوع کیا جاتا ہے۔ اگر یہ سچ ہے کہ حضرت مسیح ؑ فوت نہیں ہوئے تو پھر یقیناً ابھی تک انکو رفعت بھی نصیب نہیں ہوئی کیونکہ رفعت کا وعدہ بہر صورت وفات مسیح ؑ کے بعد ہوگا۔ ایک عقلمند انسان کے لئے اسی قدر کافی ہے عاقلے را نکتہ بس است۔

دلیل دوم اگر کہا جاوے کہ اچھا مانا اگر اس آیت میں رفعت کا بھی وعدہ ہے جیسے کہ وفات کا وعدہ تو پھر بتاؤ کہ یہ وعدہ پورا ہوا بھی کہ نہیں اگر رفعت نہیں تو پھر وفات بھی نہیں سو جواباً عرض کرتا ہوں۔ قال اللہ تعالی واذ قال اللہ یعیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ قال سبحانک مایکون لی ان اقول مالیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب۔ ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شئ شھید ترجمہ از شاہ رفیع الدین صاحب اور جب کہیگا اللہ اے عیسی بیٹے مریم کے کیا تو نے کہا تھا لوگوں کو پکڑو مجھکو اور ماں میری کو دو معبود اللہ سے کہیگا پاکی ہے تمکو نہیں ہے واسطے میرے یہ کہ کہوں میں وہ چیز کہ نہیں واسطے میرے حق اگر مینے کہا ہوگا یہ انکو پس تحقیق جانا ہوگا تو اسکو جانتا ہے تو جو کچھ بیچ جی میرے کے ہے اور نہیں جانتا میں جو کچھ بیچ جی تیرے کے ہے تحقیق تو ہی جاننے والا غیبوں کا نہیں کہا مینے واسطے انکے مگر جو کچھ کہ حکم کیا تھا تو نے مجھکو ساتھ اسکے یہ کہ عبادت کرو اللہ پروردگار میرے کو اور پروردگار اپنے کو اور تھا میں اوپر انکے شاہد جب تک رہا میں بیچ انکے پس جب قبض کیا تو نے مجھکو تھا تو ہی نگہبان اوپر انکے اور تو اوپر ہر چیز کے گواہ ہے۔

ان آیات میں بجواب سوال اللہ رب العالمین مسیح علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ میں جبتک ان میں رہا اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ وہ میری زندگی میں نہیں بگڑے بلکہ میری

وفات کے بعد انہوں نے جو کچھ کیا سو کیا جب تو نے مجھے وفات دیدی تو میں کیا جانوں کہ میرے بعد انہوں نے میری نسبت کیا کچھ عقیدہ گھڑ لیا ہے پیچھے کا تو تو ہی نگہبان و شاہد تھا یعنی جناب مسیح علیہ السلام نے پہلے تو سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق۔ الیٰ ربّی و ربّکم کہکر جناب الٰہی کے سامنے اپنی بریت ... کہ یہ جرم شرک میری طرف منسوب کسطرح ہو سکتا ہے جبکہ مینے انکو ایسی تعلیم دی ہی نہیں۔

پھر وکنت علیہم شہیدًا ما دمت فیہم کہکر قوم کی بریّت کر دی کہ میری موجودگی میں انہوں نے ایسا عقیدہ تراشا بھی نہیں جو مجھے انکا علم ہو کہ انھوں نے کہا نسے اور کس طرح یہ عقیدہ گھڑ لیا ہے تا کہ میں انہیں ہدائت اور تنبیہ ہی کرتا (جیسا کہ موسیٰؑ نے بچھڑے کے پوجاریوں کی) اگر میری زندگی میں ایسا شرک پیدا کر لیتے اور میں انہیں نہ روکتا اور نہ ہدایت کرتا تو بیشک میں قابل مواخذہ ہوتا لیکن چونکہ اے میرے مولا میری نسبت الوہیت کا خیال انکے دلوں میں میرے بعد بیٹھا ہے اسلئے میں قابلِ مواخذہ نہیں ہو سکتا میری وفات کے بعد تو ہی انکا نگرانِ حال تھا پس اے مولویصاحب اس آیت سے بالبداہت ثابت ہو گیا کہ قوم نصاریٰ حضرت جناب مسیحؑ کی وفات کے بعد ہی بگڑی ہے اب دیکھ لو کہ کیا قوم مسیحی بگڑی ہوئی ہے یا نہیں اگر ہے تو مسیح فوت ہو گیا اور انی متوفیک والا وعدہ بھی پورا ہو گیا اور اگر نہیں بگڑی تو ماننا پڑیگا۔ کہ قوم نصاریٰ ہی سچے اور پکے مسلمان ہیں اور کوئی نہیں العیاذ باللہ۔

اگر کہو کہ چونکہ جناب مسیح علیہ السلام آسمان پر چڑھ گئے تھے تو وہاں آپکو کیا معلوم کہ میری قوم نے میری نسبت کیا کچھ عقیدہ گھڑ لیا ہے اسصورت میں آپکا یہ کہنا کہ وکنت علیہم شہیدا ما دمت[1] فیہم درست ہو گا اور دعویٰ لاعلمی بھی صحیح۔ پس مولوی صاحب سنئے اگر بالفرض جناب عیسیٰ آسمان پر ہی چڑھ گئے ہوں۔ اور انکے آسمانی رفعت کے بعد ہی فرض کیا کہ یہ قوم

---

[1] فلما توفیتنی نے ما دمت فیہم کے دو معنوں میں سے ایک معنی کی تعیین کر دی یعنی لاعلمی بوجہ ان میں نہ رہنے کے ہے اور یہ نہ رہنا بوجہ وفات کے ہے نہ بوجہ رفع مع الجسد الی السماء (ایڈیٹر)

بجگئی ہی تو اب بتاؤ کہ آنجناب ع پھر کبھی اُتر ینگے بھی کہ نہیں اگر اتر ینگے تو ضرور اپنی قوم کو مسیح ابن اللہ مسیح ابن اللہ کہتے سنینگے اور صلیب پرستی بھی کرتے دیکھینگے اب جبکہ اسقدر مشاہدہ کر چکے ہونگے تو کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم کہکر قوم کی بریت کے لئے جھوٹ کس طرح بولینگے جو شان انبیاء کرام کے خلاف ہے نعوذ باللہ منہا حالانکہ آگے چلکر صاف لکھا ہی یوم ینفع الصادقین صدقہم یعنی اسدن صادقوں کو انکا صدق ہی کام آئیگا پس اے مولوی صاحب یہ وہ آیت ہی جس میں امام بخاری رحہ نے فلما توفیتنی بمعنی امتنی بیان کرکے وعدہ وفات کو پورا کر کے دکھلادیا ہی یہی وجہ ہی کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت سورہ آل عمران یعیسیٰ انّی متوفّیک کو سورہ مائدہ کی آیت فلما توفیتنی کیساتھ ملاکر اس طرح تفسیر کی ہی انی متوفیک قال ابن عباس ای ممیتک ۔ یعنی متوفیک کے معنی ابن عباس کے نزدیک ممیتک کے ہیں پس ثابت ہؤا کہ فلما توفیتنی کے معنی بھی امتنی کے ہی ہیں لا غیر کیونکہ حدیث مرفوع فاقول کما قال العبد الصالح فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم اسکی مصدق ہی ۔ (محمد عبدالعزیز ولد مولوی محمد عبداللہ بھینی تحصیل شرقپور ضلع گوجرانوالہ)

		قیمت
خصوصیات المسیح موعود	وہ دس بارہ خصوصیات جو ہمارے امام کو دوسرے اولیاء اللہ سے ممتاز کرتی ہیں	۱ر
فائل تشحیذ سنہ ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲	معارف و حقائق کا خزانہ دلچسپ و علمی مضامین کا گنجینہ	فی فائل
ادعیۃ القرآن	قرآن مجید کی تمام دعائیں نثر و نظم ترجمہ کیساتھ چھاپی گئی ہیں اخیر میں مسئلہ دعا حضرت مسیح موعود کا لکھا ہوا نہایت لطیف مضمون ہے۔	۲ر
تشحیذ فروری سنہ ۱۹۱۳ء	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات	۳ر
تشحیذ مارچ سنہ ۱۹۱۳ء	ہستی باریتعالیٰ پر دس زبردست دلائل	۳ر
تشحیذ جون سنہ ۱۹۱۳ء	تصدیق المسیح جس میں سلسلہ احمدیہ پر تمام موجودہ اعتراضوں کا نہایت مکمل جواب	۶ر
تشحیذ ستمبر سنہ ۱۹۱۳ء	تمام قرآن مجید کے آیات پر نوٹ اور تشحیذ کا خریدار بننے والے کو مفت	۸ر

	قیمت			
نغمۃ الجمل حصہ دوم	۲ر		ہدایات	۱ر
البلاغ المبین	۱ر		محمد رسول اللہ	۱۰ر
اسلام کی پہلی کتاب	۴ر		اسلام کی دوسری کتاب یعنی ضرورت زمانہ	۸ر
معیار حق	۶ر			
لیکچر سردار مہر سنگھ صاحب موجولہ	ر		لیکچر سردار مہر سنگھ موجولہ بابا نانک	ر
ترجمہ انگریزی حصہ اول مصنفہ ماسٹر عبدالرحمن	۲ر	ترجمہ سیکھنے کے نہایت آسان قاعدے	عمدۃ الاحکام	[illegible]
			اربعین	۲ر
ترجمہ انگریزی حصہ دوم مصنفہ ماسٹر عبدالرحمن	۳ر	"	پرانی تحریریں	۳ر
الاسماء الحسنیٰ	۵ر		مکتوبات احمدیہ حصہ اول	۸ر
			سلک مروارید	۴ر
مکتوبات احمدیہ حصہ دوم	۸ر		ترجمۃ القرآن پ ۲۷ و پ ۲۸	فی جلد
مجربات نورالدین حصہ اول دوم	فی جلد ۵ر		نماز مترجم	ر
آثار مبارکہ	۱ر		کلام محمود	۴ر
خطبات نور حصہ اول / دوم	۸ر / ۱۰ر	عہ	القاء ربانی	۴ر
امۃ الحفیظ کی آمین	ر		غلامی	۳ر
عصمت الانبیاء	۷ر		کسر صلیب	۱ر

یہ سب کتابیں مینیجر تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کیجیے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

اس گرمی کے موسم میں یہ چار دوائیاں آپکے دُکھ درد کے سچے دوست ہیں

نمبر ۱ اصلی عرق کافور	عرق پودینہ	سر درد و ریاح کی دوا	کلورو ڈائن
ہیضہ کی انمول دوا ہے کہیں ہیضہ پھیلا ہو تو دو چار بوند کھالیا کریں پھر ہیضہ ہونیکا ڈر نہیں رہیگا۔ اگر وقت پر دوائی دی جائے تو سو میں ننانوے آدمی بچتے ہیں۔ عرق کافور گھر گرہست اور مسافروں کے ہمیشہ پاس رکھنا چاہیئے قیمت فی شیشی ۴ر محصولڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک پانچ آنہ (۵ر)	یہ عرق پودینہ کی ہری پتیوں سے بنا ہے اور اس لئے اسکا رنگ اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی سی ہے بد ہضمی پیٹ پھولنا ڈکار آنا متلی ریاح وغیرہ کو دور کرتا ہے بچوں کیلئے اس سے بڑھکر اور کوئی دوا نہیں ہے قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ایک شیشی سے دو شیشی تک ۵ر (پانچ آنے)	درد پل بھر میں پہاڑ ہو جاتا ہے اور یہ اسکو پانی کر دیتی ہے۔ چمک لہر ٹپک کنگنی آدھ یا سارے سر میں کیسا ہی درد ہوتا ہو اس دوا سے دور ہو جائیگا یہ ٹکیہ ایسی ہے اور کھانیمیں کوئی وائقہ نہیں ہے قیمت ایک ڈبیہ بارہ ٹکیوں کی چھ آنے ۶ر محصولڈاک ایک ڈبیا سے چھ ڈبیہ تک ۵ر	یہ انگریزوں کی خانگی دوا ہے۔ ریاحی درد مروڑ۔ خواہ کسی صورت سے ہو اسکی ایک دو خوراک سے جاتی ہے اور دست اور ہیجیش کے لئے یہ نہایت مفید ہے ڈاکٹر برمن نے انگلینڈ کے ایک نامی دواخانہ سے بنوایا ہے اور دیگر قیمتی کلوراڈائنوں سے بہتر ہے اسلئے بازاری کلوراڈائن نہ خرید کرکے اس کلوراڈائن کو خریدیں قیمت ۶ر اور ایک درجن کا چار روپیہ محصولڈاک ۵ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

ادویات ہر جگہ دوکانداروں اور دوا فروشوں سے ملیں گی ورنہ کارخانہ سے طلب فرمائیے